سوال

(180) زمین کا عشر اور پیداوار کے اخراجات

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شریعت میں جو عشر مقرر ہے آیا وہ سرکاری مالیہ کاٹ کرادا کیا جائے یا مالیہ سرکاری اس میں شمار کیا جائے؟ جواب مدلل قرآن وحدیث سے ہو۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

مالیہ سرکاری دو طرح کا ہے ایک زمین کا، ایک پانی کا، زمین کا مالیہ کاٹ کر عشر دے، پانی کا مالیہ کاٹنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ سے بجائے دسویں حصے کے بیسواں حصہ دے، کیونکہ نہر کا پانی قیمتاً آیا ہے، گویا ایسا ہوگیا جیسے کنویں کا پانی۔ کاٹنے کی صورت یہ ہے کہ زمین کا تمام غلہ اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس سے پہلے اتنے دانے الگ کرلیے جائیں جتنوں سے یہ مالیہ پورا ہوجائے اس کے بعد عشر نکالا جائے۔ حدیث میں ہے:

"عن عائشة رضی اللہ عنه قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: ((ماخالطت الزکاۃ مالا الا اہلکته))"

(رواہ الشافعی مشکوۃ ص:149)

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس مال میں زکوۃ خلط ملط ہوجائے تو وہ (زکوۃ) اس کو تباہ کریتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کا تعلق مال سے ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ پکنے کے دن کھیتی کا حق دو۔[1]

اس آیت میں عشر کھیتی کا حق کہا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عشر کا تعلق کھیتی سے ہے، پس جتنی کھیتی اس کے قبضہ میں ہے، اسی کی زکوۃ اس کے ذمہ ہوگی، جتنی مالیے میں گئی، وہ اس کے قبضہ میں نہیں، اس لیے اس کی زکوۃ اسکے ذمہ نہیں پڑے گی، اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص کے پاس سو روپیہ ہے ان سے پچاس چوری چلے گئے تو وہ باقی پچاس کی زکوۃ دے گا نہ کہ سوکی۔ یہی فتویٰ عبداللہ صاحب روپڑی کا لکھا ہوا ہے۔[2]

---

[1]۔ دیکھیں (سورۃ الانعام آیت۔141)

[2]۔ دیکھیں ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث (18/7) فتاویٰ علمائے حدیث (7/141)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الزکاۃ والصدقات، صفحہ:356

محدث فتویٰ